تفسیر احمد

سورة النازعات

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «النازعات» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحيم

سورة النازعات

پاره 30

یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور (۴۶) آیتوں پرمشتمل ہے

وجہ تسمیہ :

اس سورت کا آغاز رب تعالی کا (النازعات) پرقسم کھانے سے ہواہے، جس سے مراد بنی آدم کی ارواح قبض کرنے والے فرشتے ھیں، جس کی مناسبت سے سورت کا نام "النازعات" رکھا گیاھے ۔

اس سورت کا دوسرا نام " الساھرہ" یعنی (محشرکی زمین) ھے، جس کا بیان آیت "14" میں آیاھے ۔

سورة النازعات کا سورة النبأ کے ساتھ ربط ومناسبت:

الف : دونوں سورتوں کا موضوع اور محور ایک جیساھے، دونوں میں قیامت اور اس کے حالات، اور متقیوں کے اعمال اور مجرموں کی باری تعالٰی کی بارگاہ میں واپسی کے بارے میں بحث ھوئی ھے۔

ب : نیز، دونوں سورتوں کا آغاز اور اختتام ایک مشترکہ موضوع کو بیان کرتاھے۔

سورة النازعات کی آیات ، حروف اور الفاظ کی تعداد:

سورة النازعات مکی سوتوں میں سے ہے، اس سورت کو" ساہرہ" بھی کہاجاتاہے۔

یہ سورة النبأ کے بعد اور سورة الانشقاق سے پہلے نازل ہوئی ہے ۔

سخاوی رحمہ اللہ اس سورت کے متعلق کہتے ہیں: یہ سورہ بعد از سورہ "نبأ" اور سورہ "انشقاق" سے پہلےنازل ہوئی ھے۔

اس سورت کے دو (۲) رکوع، (۴۶) آیتیں ، (۱۸۱) الفاظ، (۷۹۱) حروف ، اور (۳۴۰) نقطے ہیں۔

(یہ بات ذکر کرنا لازم ھے کہ علماء کے اقوال سورتوں کے حروف کی تعداد گننے میں مختلف ھیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)۔

اسباب نزول

آیت "12" کا سبب نزول:

سعید بن منصور نے محمد بن کعب سے روایت کیا ھے: جب رب تعالی نے (يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ۱۰) آیت "10" نازل فرمائی تو کفار قریش نے کہا: اگر مرنے کی بعد دوبارہ زندہ ھوگئے تو ھم سراسر خسارے میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہونگے ، ان کے اس قول کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: (قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ۱۲ۚ)

اسباب نزول آیت "42 تا 44:

حاکم اورابن جیریر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتےہیں کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی بارے میں کافی زیادہ سوال کیا جاتا تھا ، تب اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں : (يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا۴۲ۚ) (42) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا۴۳ۚ) (43) (اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا۴۴ۚ) (44) اس کے بعد ان کے سوالات کا خاتمہ ہوا۔

ابن ابی حاتم جویبر کے توسط سے ضحاک اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ھیں کہ مکے کے مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء اور تمسخر کے طور پر پوچھتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی ؟ پھر آیت (يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ) سےسورت کے آخرتک آیات نازل ہوئیں۔

طبرانی اورابن جریر طارق بن شہاب سے روایت کرتے ھیں : رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کو بہت یاد کرتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی، (فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا) (اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا) نیز ابن ابی حاتم نے عروۃ سے اسی طرح روایت کیاھے۔

سورت کاتعارف

جیساکہ ھم نے اوپر ذکرکیا کہ سورہ "نازعات" مکہ میں نازل ہوئی ھے، اور دیگر مکی سورتوں کی طرح یہ بھی اعتقاد کے اصولوں، اللہ تعالی کی وحدانیت ، رسول اور پیغمبر، حشر اور جزا سے متعلق ھے ۔

اس سورت میں جن مضامین اورامور پر بحث کی گئی ھے وہ قیامت سے متعلق امور پرمشتمل ھیں۔

موت کے بعد کی زندگی اور اس کے مسائل کو مضبوط اور ناقابل تردید دلائل کو موضوع بحث بنایا گیاھے ۔

اسی طرح اس سورت میں:

(1) موکد قسمیں جو قیامت سے متعلق ھیں، اوراس عظیم دن کے واقع ہونےکی تاکید کرتی ھیں، جیساکہ ھم نے کہا، اس سورہ شریفہ کا نیک فطرت فرشتوں پرقسم کھانے سے آغاز کیاگیاھے، ایسے فرشتے جو مؤمنوں کی جانوں کو نرمی اور لطافت کے ساتھ قبض کرتے ھیں، جبکہ مجرموں کے روحوں کو سختی اورشدت کے ساتھ کھینچتے ھیں، نیز ان فرشتوں کی قسم کھاتاھے جو اللہ تعالی کے حکم پر مخلوق کے معاملات کی دیکھ بال کرتے ھیں، (وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا۱ۚ) وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا۲ۚ) وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا۳ۚ) فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا۴ۚ) فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۵ۚ) .

(c) ketabton.com: The Digital Library

(2) اس سورت میں اس دن کے ھولناک مناظر کے کچھ حصے بیان کیے گئے ھیں ۔

(3) اس سورت میں حضرت موسی علیہ السّلام اور سرکش فرعون کے واقعے کی طرف مختصر اشارہ ھواھے، جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کیلئے تسلی کا باعث، جبکہ دھمکی ھے سرکش مشرکوں کیلئے ، اور اس بات کی طرف اشارہ ھے کہ قیامت کا انکار انسان کو کیسے کیسے گناھوں میں مبتلا کردیتاھے ۔

(4) اس سورت میں خدا تعالی کی قدرت کے مظاھر اور مثالیں جو آسمان وزمین میں ھیں شمارکی گئی ہیں، جو قیامت اور زندگی پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ھونے پردلیل ہیں۔

(5) اس دن کےھولناک واقعات کے ایک اورحصے کی تفصیل ،سرکشوں کے انجام ، نیک لوگوں کیلئے اچھے بدلے اور اجرکا تذکرہ ۔

(6) خلاصہ کلام یہ کہ اس سورت میں اس حقیقت پر زور دیاگیاھے کہ اگرچہ کسی کوبھی قیامت کے وقوع ہونے کے وقت کی خبر نہیں ھے، لیکن یہ تسلیم شدہ بات ھے کہ قریب ھے ۔

سب سے اھم اور فھم وادراک کو بیدار کرنے والا نکتہ اس سورت میں جس کی تاکید کی گئ ھے وہ یہ ھے کہ قیامت پر یقین رکھنا چاھیئے اور اس کیلئے تیاری کرنی چاہیئے، اور اس کیلئے اس دنیا میں کچھ کام کرنا چاھیئے ،اور قیامت پر ایمان نہ رکھنے والے شخص کی ضد وعناد پرتوجہ نہیں کر نی چاھیئے ، اس لئے کہ اس کی ضدتکذیب اورعناد کی وجہ سے ھے، جب وہ اس حالت کو پھنچاھے تو اس کو جواب دینا عبث کام ھے، اور رب تعالی جو کہ سب سے اعلی وبھترین فیصلہ کرنے والاھے ایسے عبث کام کو انجام دینے سے پاک و منزہ ھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سُورة النازعات

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝١ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝٢ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝٣ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝٤
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝٥ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ
وَّاجِفَةٌ ۝٨ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝٩ يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝١٠ ءَ اِذَا كُنَّا
عِظَامًا نَّخِرَةً ۝١١ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝١٢ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣ فَاِذَا
هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝١٤ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝١٥ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
طُوًى ۝١٦ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝١٧ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۝١٨ وَاَهْدِيَكَ
اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝١٩ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝٢٠ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝٢١ ثُمَّ اَدْبَرَ
يَسْعٰى ۝٢٢ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝٢٣ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝٢٤ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ
وَالْاُوْلٰى ۝٢٥ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝٢٦ ءَ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۝
بَنٰىهَا ۝٢٧ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝٢٨ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝٢٩ وَالْاَرْضَ
بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝٣٠ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝٣١ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝٣٢ مَتَاعًا
لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝٣٣ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝٣٤ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا
سَعٰى ۝٣٥ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝٣٦ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝٣٧ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ۝٣٨ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝٣٩ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ
الْهَوٰى ۝٤٠ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝٤١ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝٤٢
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝٤٣ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝٤٤ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝٤٥
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝٤٦

سورت کا لفظی ترجمہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع کرتاھوں اللہ کے نام سے جوبڑا مہربان نہایت رحم والاھے
وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝١	قسم ھے ان فرشتوں کی جو (کافر) بندوں کی ارواح سختی کے ساتھ کھنچنے والے ھیں (١)
وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝٢	قسم ھے ان فرشتون کی جو (مؤمن) بندوں کی جان نرمی وآسانی سے کھینچنے والے ھیں (٢)
وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝٣	قسم ھے تیرنے والے فرشتوں کی جو تیرتے ھیں (٣)
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝٤	پھر(حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں(4)

(c) ketabton.com: The Digital Library

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵	قسم ھے ان فرشتوں کے جو تمام امور کی تدبیر کرتے ھیں(5)
يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶	جس دن کانپے گی کانپنے والی(6)

یعنی : اس دن زلزلہ وقوع پذیر ھوگا۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷	اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (7)

پھلے زلزلہ کے پیچھے دوسرا زلزلہ آیئگا، کہ سارے مردے زندہ ھوجائیں گے اورقیامت ومحشرکا آغاز ھوگا، اورھمیشہ رھنے والی زندگی شروع ھوجائے گی۔

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸	کتنے دل اس دن دھڑکتے اور پریشان ھونگے (8)
اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹	ان کی آنکھیں جھکی ھوئی ھونگی (9)
يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰	کھتے ھیں: کیا ھم دوبارہ زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے(10)
ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱	کیا جب ھم ھوچکے ہوں گے بوسیدہ ھڈیاں (دوسری زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے؟)(11)
قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲	کہتے ہیں: یہ تو پھر سے آناہوگا نقصان کا (12)
فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ [۷۹:۱۳]	سوائےاس کے نھیں وہ تو ایک اونچی آواز ھے (13)

(ان کا پلٹنا کوئی مشکل کام نھیں ھے) وہ توصرف صور میں پھونکنے کی آواز اُٹھے گی، اور ان کی واپسی انجام پائے گی ۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴	پھراس وقت میدان حشرمیں آ جمع ھونگے(14)
هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۵	کیا پھنچی ھے تجھ کو موسی کے واقعے کی خبر؟ (15)
اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶	جب اس کے پروردگار نے اس کوطوی کی مقدس زمین پر پکارا (16)
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷	(رب نے کھا) جافرعون کے پاس بیشک اس نے سرکشی کی ھے (17)

(c) ketabton.com: The Digital Library

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾	کھدو: کیا تو چاھتاھے جس چیزپر تم ھو اس سے نجات پاکر پاک ھوجاو (18)
وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾	اور تجھ کو تیرے رب کے طرف راہ بتلاؤں تاکہ تجھے ڈر ھو (19)
فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾	پھردکھلایا(موسی نے) اس کو بڑا معجزہ (20)
فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾	پھر جھٹلایا اس نے اور نافرمانی کی (۲۱)
ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾	پھر پیٹھ پھیرا اور چلا (موسی سے مقابلے کے لئے) تلاش کرتا ھوا (22)
فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾	پھر (جادو گروں کو) جمع کیا اور لوگوں کو بلایا
فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾	پھرکھا: میں ھوں رب تمھارا سب سے اونچا (۲۴)
فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾	پھر اسے اللہ نے دنیا وآخرت کے عذاب میں گرفتارکیا (25)
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾	اس (موسی وفرعون کے واقعہ) میں درس عبرت ھے اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے (26)
ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾	تمھارا بنانا مشکل ھے یا آسمان کا خدا نے اسکو بنایا؟ (27)
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾	اونچا کیا اس کی بلندی کو پھر اسکو برابرکیا (28)
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾	اور تاریک کردی اس کی رات اور روشن کردیا اس کا دن (29)
وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾	اس کے بعد زمین کو (بیضوی شکل میں) صاف بچھادیا (۳۰)
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾	باھرنکالا اس سے اس کا پانی اورچارہ (۳۱)
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾	اورپھاڑوں کومضبوط کھڑا کیا (۳۲)
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾	تمہارے اورتمھارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (۳۳)

(c) ketabton.com: The Digital Library

(هم نے ان سب کو ترتیب دیاھے، اور ان کوفرمانبردار بنایاھے)

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾	جب آئے وہ بڑے حادثے کا دن (قیامت کی سخت اور ناقابل برداشت مصیبت) (٣٤)
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾	جس دن یاد کریگا انسان اپنی کوشش کو جو اس نے کی تھی (٣٥)
وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾	اور دوزخ ظاھر کردی جائے گی دیکھنے والے کیلئے (٣٦)
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾	البتہ جس نے سرکشی ونافرمانی کی ھوگی (٣٧)
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾	اور دنیاکی زندگی کو ترجیح دی ھو (٣٨)
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾	توپھر دوزخ اس کا ٹھکانہ ھے (٣٩)
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾	اور جو کوئی ڈرا ھو اپنے رب کے سامنے کھڑے ھونے سے اور روکاھو اپنے نفس کو خواھشات سے (٤٠)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾	یقینا بھشت ھی اس کا ٹھکانہ ھے (٤١)
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾	تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ھیں کب واقع ھوگی (٤٢)
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾	تجھ کو کیا خبر اس سے؟ (٤٣)
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾	قیامت کے واقع ھونے کے وقت کی خبرتیرے رب کے پاس ھے (٤٤)
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾	تم تو ڈرانے والے ہواس کو جو اس سے ڈرتاھے (٤٥)
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾	جب اس کو دیکھیں گے تو انہیں لگے گا کہ وہ ایک رات یا ایک دن نہیں ٹھہرے تھے (دنیامیں) (٤٦)

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة النازعات کی تفسیر

محترم قارئین:
آیات مبارکه "1 تا 14" الله تعالٰی کی مخلوقات پر پے در پے قسموں کے بارے میں آخرت میں زنده هونے کے ثبوت کیلئے ہے، اسی طرح مشرکین کے احوال اور ان کے انکارکو رد کرنے پر بحث کی گئی هی ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے
وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝	قسم هے ان فرشتوں کی جو بندوں کی روح کهینچنے والے هیں سختی کے ساتھ ان کےاجساد سے(۱)

یا قسم هے ان کی چاہے کوئی بھی مراد ہو جو ارواح کوسختی کے ساتھ کهینچتے هیں ۔
النازعات: باهرکهینچنے والے ، باہرنکالنے کے معنی کے لیے یہ پانچوں لفظ مستعمل ہیں۔
نازعات ، ناشطات ، سابحات ، سابقات، مُدبّرات (تفسیر کبیر)
ان سے: فرشتے بھی مرادہیں ، اور آسمان کے ستارے، مجاهدین کے گهوڑے، انسانوں کی ارواح، غازی اورمجاہدین بھی اورانسانی دل بھی مراد لیا گیا ہے اور کبھی ان سب کے مجموعے کیلئے بھی ان کو استعمال کیا گیاہے۔
البتہ اکثر مفسرین نے ستارے اور فرشتے مراد لیے هیں، اس میں بهترین رائے "تفسیر المنتخب " کی هے، اس میں سب کا نچوڑ اور خلاصہ آ گیاهے(تفسیر نور) ۔
"نازعات" نازعه کی جمع هے ، اور نزع کے مادے سے هے، "نزع" یعنی : کسی چیزکو دوسری چیز سے یا کسی جگه سے سختی کے ساتھ اکهاڑنا، جبکه دوچیزیں یا کئی چیزیں ایک دوسرے سے چپکی هوئی ہوں اور ان کا پیوند مضبوط هو، جن کو الگ کرنے کیلئے بهت زیاده طاقت اور قوت کی ضرورت هوتی هے، اس سے مراد فرشتوں کی جماعت هے، دوسرے لفظوں میں "نزع" کا مطلب هے روح کو جسم سے نکال دینا، اسےکنویں سے نکالنےسےتشبیه دی گئی هے؛ لهذا جوشخص جان کنی کی حالت میں هو اسے کهاجاتاهےکه حالت نزع میں هے۔
"النازعات" وه فرشته جو کافروں کے جسم سے روحیں شدّت اورسختی کے ساتھ کهینچتا هے، اورپکارتاهے : (اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ) (ابن ماجه : 4262) حکم البانی : صحیح، "أخرجی الی غضب الله" (صحیح ابن حبان:

(c) ketabton.com: The Digital Library

3014) حکم البانی : صحیح."اے خبیث روح جو بدکار انسان کے جسم میں ہو خدا کے عذاب اور غضب کی طرف بڑھو"
اور یہ پکار انسان کی روح کو بہت ہی بُرا چھبتاھے، جیسے روئی سے کانٹا نکالنا، خبیث اور بدکار انسانوں کی روح کا جسم سے باھر نکلنا بہت سخت ھے، اور فرشتے اس کام کو سختی کے ساتھ انجام دیتے ھیں ۔
غرقًا: اس کا معنی ھے مکمل طورپر غرق ھونا ،ڈوب جانا، گھرائی میں اترنا

وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾	قسم ھے ان فرشتوں کی جو (مؤمن) بندوں کی جان نرمی وآسانی سے کھینچنے والے ھیں (۲)

قسم ھے ان چیزوں کی (جنھیں ایسی طاقت دی گئ ھے کہ جس سے اشیاء کو اپنی) جگھوں اور مقامات سے تند ہی اور مہارت کے ساتھ باھرنکالتے ھیں۔
"النَّاشِطَاتِ" : وہ جو کام کو سکون واطمینان کی ساتھ لیکن بڑی مہارت اور تیزی کے ساتھ انجام دیتے ھیں (تفسیر نور)۔
ایسے فرشتے ھیں جو قوت اورتیزی کے ساتھ جانوں کو نکال لیتے ھیں،
یا "ناشطات" ایسے فرشتے ھیں جو مؤمنین کی روحیں بشارت اور نرمی کے ساتھ نکالتے اور کھتے ھیں: "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، اخْرُجِي إِلَى رِضْوَانِ اللَّـهِ": "اے پاک روح جو مؤمن انسانوں کے جسم میں ھو، اللہ کی جنت کی طرف حرکت کرو". (ابن ماجه: 4262] حکم آلبانی: صحیح، الزھد ھناد بن سری کوفی: 339] حکم سند: صحیح)
یا پھر "نشط" مؤمنین کی ارواح کیلئے اور "نزع" کفار کی ارواح کیلئے ھے۔
تفسیرکابلی کے مفسر اپنی تفسیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھتےھیں: ان فرشتوں کی قسم جو مؤمنوں کی روحوں کو جسم کی غلامی سے آزاد کرتے ھیں، اس وقت ان کی روحیں عالم قدس کے شوق میں اتنی خوشی سے اُڑیں گی کہ گویا کہ قیدی جیل سے رھا ھوجائے، جبکہ بدکاروں اور ظالموں کی روحیں اس خوشی اورسعادت سےمحروم ھیں، اور فرشتے اسے گھسیٹ کر لےجاتے ھیں ، یہ نھیں بھولنا چاھئیے کہ یہ روح کے متعلق ھےنہ کہ جسم کے۔

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾	قسم ھے تیرنے والے فرشتوں کی جو تیرتے ھیں(۳)

یعنی قسم ھے ان سب چیزوں کی ایسی تیزرفتاری ان کو دی گئی ھے جس کی روشنی میں وہ اپنی ذمہ داوریوں کو بہت تیزی سے اور آسانی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔
"وَّالسّٰبِحٰتِ" وہ فرشتے جو اللہ تعالٰی کا حکم سنتے ھیں، مفسرین نے اس لفظ کے بارے میں درج ذیل نظریات اور تشریحات لکھی ھیں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

(1) وہ فرشتے جو اللہ تعالٰی کے اوامر اور احکام سنتے اور پیروی کرتے ھیں.
(2) وہ فرشتے جو ھروقت اللہ کی تسبیح اور ذکر میں مشغول رھتے ھیں.
(3) وہ فرشتے جو وحی نازل کرتے ھیں ، جیسے: جبرئیل علیہ السلام

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾	پھر(حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں(۴)

قسم ھے ایسے فرشتوں کی جو اللہ کے احکام بجالانے میں دوسرے فرشتوں پر سبقت کرتے ھیں،
اللہ تعالٰی کی وحی اس کے پیغمبر تک پھنچانے میں شیاطین سے سبقت لیجاتے ھیں تاکہ شیاطین اسے چوری نہ کریں۔
مجموعی طور پر لفظ" السّٰبِقٰتِ" کےمتعلق مفسرین کی تین آراء ھیں:
1-وہ فرشتے جو جلدی سے سرعت کے ساتھ وحی لےکر انبیاء تک پھنچادیتے ھیں، تاکہ شیاطین کے ھاتھ اس تک نہ پھنچ سکیں ، اور اسے چوری نہ کریں، کیونکہ شیاطین آسمانوں میں اس تاک میں رھتے ھیں کہ وحی کے مواد کو جنوں اور چڑیلوں تک پھنچائیں، توپھر "سابقات" کوچاھئیے کہ بہت جلد وحی پیغمبروں تک پھنچائیں، اور ان کو دے دیں، تاکہ شیاطین کوچرانے اور ھاتھ لگانے کا موقع نہ ملے.
2-وہ فرشتے جو سرعت کے ساتھ مؤمنین کی روحوں کو جنت میں پھنچادیتے ھیں.
3-وہ فرشتے جو اللہ تعالٰی کے احکام کو جلدی سن کر اس کے حکم کی تعمیل کرتے ھیں، اور دوسرے فرشتوں سےسبقت لیجاتے ھیں.

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾	قسم ھے ان فرشتوں کی جو تمام امور کی تدبیر کرتے ھیں (۵)

قسم ھے ان فرشتوں کی جن کو اللہ تعالی نے بھت سارے کاموں کی تدبیر کیلئے مقررکیاہے عالم بالا میں جنت اور جھنم اور جھان اسفل میں بارش ، گھاس ، پودے، ھوائیں ، دریا ، حیوانات وغیرہ ۔
اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسم کھائی ہے: نا زِعٰتِ ، ناشِطٰتِ ، سابِحٰتِ ، سابِقٰتِ اور مُدَبِّرٰتِ، پسندیدہ اور راجح قول یہ ہے کہ اس سے فرشتوں کی کوئی بھی جماعت مراد ہوسکتی ہے ، اور غیر فرشتوں سے بھی مراد لینا جائز ہے، اور کوئی حرج نہیں ہے ، مقصد اس کا یہ ہے کہ ہم جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات پر قسم کھائی ہے کہ دوبارہ زندہ ہونا اور قیامت قطعی اور یقینی ہے ، حق اور حقیقت پر مبنی ہے ، ان پانچ صورتوں میں جو اب قسم محذوف ہے اور اس کے معنی یہ ہیں: (زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝)(التغابن:7) ترجمہ:"جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم تم

(c) ketabton.com: The Digital Library

ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تمھیں بتائے جائینگے ۔ اور یہ (بات) خدا کے لیے آسان ہے۔"
ان تمام قسموں کے ساتھ وہ اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے کہ اتنے سارے فرشتے پیدا کرکے وہ کچھ بھی کرنے پر قادر ہے،اور ہمیں بھی دوبارہ زندہ کرکے قبروں سے نکال سکتا ہے۔
" نَا زِعٰتِ ":وہ فرشتے جو کافروں کی روحیں نکالتے ہیں ، "نَاشِطٰتِ" : وہ فرشتے جو مؤمنین کی روحوں کو نرمی اور آسانی کے ساتھ نکالتے ہیں، "سَابِحٰتِ" :وہ فرشتے جو مؤمنین کی روحوں کو اعلیٰ ترین مقام تک لے جاتے ہیں، "سابِقٰتِ ":وہ فرشتے جو انبیاء کی طرف وحی لانے میں شیاطین پر سبقت لے جاتے ہیں ،"مُدَبِّرٰتِ" :وہ فرشتے جو ان کی سپرد کردہ چیزیں ہیں ان کی تدبیر کرتے ہیں : جیسے روحیں قبض کرنا ، بارش برسانا ، اور ہوا بھیجنا۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦	جس دن کانپے گی کانپنے والی (۶)

اس دن زلزلہ وقوع پذیر ہوگا، (اور وہ دن قیامت کادن ھے) جس دن پہلا نفخہ صور میں پھونکا جائیگا اور زلزلہ کا آغاز ہوگا، دنیا تباہ ہوجائے گی اور سب مرجائینگے ۔
" الرَّاجِفَةُ"ایک خوفناک آواز جو ہر چیز کو ہلا کر رکھ دیتی ہے ، یہ وہی پہلی نفحہ ہے جو اسرافیل صور پھونکے گا ، اور سب مرجائیں گے ، اور بعث و جزا کے یہ مراحل ، جس دن پہلا پھونک "رجفہ"پھونکا جائے گا اور ساری دنیا ہل جائے گی، اور اس میں ہر چیز فنا اور برباد ہوجائے گی ، اس کے بعد دوسری پھونک "رادفہ"کے نام سے پھونکی جائے گی اور سب قبروں سے اٹھ کر زندہ اٹھیں گے ، ان دونوں نفحہ کے درمیان جیساکہ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:چالیس سال کا ہے۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧	اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (۷)

اس کے بعد دوسری مرتبہ صور پھونکاجائیگا، پھلے زلزلہ کے بعد دوسرا زلزلہ آئیگا، کہ سارے مردے زندہ ہوجائینگے، اور قیامت قائم ہوگی، ا ورمحشر بپا ہوگا، اور ابدی جہاں کا آغاز ہوجائیگا۔
ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: "راجفہ"اور "رادفہ"دونوں سے مراد چیخیں ہیں، یعنی:دونوں نفخے ، جہاں تک پہلے نفخے کا تعلق ہے وہ اللہ کے حکم سے تمام جاندار اشیاء کو ہلاک کردے گا ، جہاں تک دوسرے نفخے کا تعلق ہے وہ اللہ کے حکم سے تمام مُردوں کو زندہ کرے گا (تفسیر قرطبی:193/19)۔
اس کے بعد درج ذیل مبارک آیات میں ان حالات اور سختیوں کا ذکر ہوا ہے جن کا منکرین کو سامنا کرنا پڑے گا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ۝	کتنے دل اس دن دھڑکتے اور پریشان ہونگے (۸)

بہت سارے دل جب اس ہولناک اور سخت دن کو دیکھیں گے تو پریشان ہوجائیں گے اور ڈرنے لگ جائیں گے ۔
"قلوب" قلب کی جمع، دل جمع کا صیغہ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام آدمیوں کے دل شامل ہیں، لفظ"قلوب جمع"اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کے رو سے صرف کافر، فاجر، اور منافق لوگ پریشان اور خوف زدہ ہوگے، اور نیک مؤمنین اس دن کے خوف سے محفوظ رہیں گے،سورۂ"انبیاء"میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرسکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے ، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دئیے جاتے رہے۔(انبیاء:103)
"واجفہ"وہ بے چین ، پریشان اور کانپتے دل ہیں جو قیامت کے خوف سے ڈرتے ہیں اور اپنے دنیاوی اعمال کے نتائج سے بھی، یہ تیسرا صور ہے۔

اَبْصَارُہَا خَاشِعَةٌ۝	ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی (۹)

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، اور ان کے دلوں کو ڈر وخوف نے ڈھانپا ہوگا ، اوراس خوف سے لرزتے ہونگے اور ندامت وحسرت ان پر حاوی ہوگی۔
اُن کی بینائی اور آنکھیں شرمندہ اور خوف سے گر پڑی ہیں، " خَاشِعَةٌ":ذلیل کی جگہ لفظ "خشوع"استعمال کیا؟ کیونکہ کافروں نے دنیا میں خدا کے سامنے خشوع یعنی عاجزی نہیں کی اور نہ خدا کی عبادت کی، مگر آخرت میں عاجزی اختیار کریں گے۔
گِری پڑی اور ذلت سے بھرپور آنکھیں ، کونسی آنکھیں ؟اہل ایمان کی آنکھیں بالکل بھی نہیں ہیں ،ان کی آنکھیں ہیں جو اس دن پر ایمان نہیں رکھتے تھے ، ان لوگوں کی آنکھیں ہیں جو قیامت اور حساب و کتاب پر ایمان نہیں رکھتے تھے ، یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں کہتے تھے:جب ہم مرجائیں گے اور ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی تو کیا دوبارہ زندہ ہوکر لوٹیں گے۔

يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ۝	کہتے ہیں: کیا ہم دوبارہ زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے (۱۰)

کیا موت کے بعد ہم پہلی تخلیق کی طرف لوٹائے جائیں گے؟یہ استفہام انکاری ہے ، جس میں تعجب کی انتہاہے، یعنی ان لوگوں نےموت کے بعد کی زندگی کا انکار کیا، مزید اس کو ناممکن سمجھتے ہوئے کافروں نے تکذیب کی صورت میں کہا کہ: کیا بوسیدہ ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر قرطبی فرماتے ہیں:جب ان سے کہا جائے:کہ تم زندہ کئیے جاؤ گے، تو وہ انکار اور حیرت کے عالم میں کہتے ہیں، کیا ہم مرنے کے بعد پہلی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے، تو جس طرح ہم موت سے پہلے زندہ تھے اسی طرح پھر زندہ ہوجائیں گے؟ عرب کہتے ہیں کہ:(رجع فلان فی حافر تہ) یعنی:وہ آدمی جہاں سے آیا وہاں سے ہی واپس چلا گیا۔(تفسیر قرطبی:194/19)

"الحافرہ":حَفَر،قبر،گور،"حافرہ" یہ ہر چیز کے آغاز کا نام ہے، حَفَرَ کے مادے سے ہے، حَفَرَ کے معنی کھوکھلا اور گہری جگہ ہے، حَفَرَ یعنی وہ مٹی جو کسی جگہ سے نکلتی ہے، مٹی باہر نکلنے کی صورت میں وہ جگہ کھوکھلی ہوجاتی ہے۔

ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً۱۱ۚ	کیا جب ہم ہوچکے ہوں گے بوسیدہ ہڈیاں (دوسری زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے؟) (۱۱)

کیاجب ہم بوسیدہ ہڈیوں کی صورت میں تبدیل ہوجائیں گے اور بکھرجائیں گے تو اس کے بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹیں گے؟ یہ بات وہ لوگ استبعاد کے طور پر تب کہیں گے جب ان سے کہا جائے:تمہیں موت کے بعد قبروں سے اٹھا کر نئےسرے سے زندگی دی جائے گی، یعنی:کیا ہم قبروں کے گڑھے میں جانے کے بعد پہلی حالت میں واپس جاکر مرنے کے بعد زندہ کیے جائیں گے؟ محدثین لکھتے ہیں کہ:ان میں سے ایک جماعت ایک پرانی اور بوسیدہ ہڈی اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اور اس نے اسے دبایا اورپاؤڈر بنا کراس پر پھونک ماری اور کہا : کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم ان پرانی اوربوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہوجائیں پھر دوبارہ زندہ ہوجائیں؟ ایسے ہونا ناممکن ہے، ان کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ قیامت کے وقوع اور معاد کو بعید از امکان سمجھتے تھے، اس لیے قیامت اور روز جزا کے منکر ہوئے۔

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ۱۲ۚ	کہتے ہیں: یہ تو پھر سے آناہوگا نقصان کا (۱۲)

کہتے ہیں: اس وقت وہ ہما را زندگی کی طرف پلٹنا سراسر نقصان کا باعث ہوگا،اورہم اس طرح کا نقصان اور اس طرح کا کام کبھی نہیں چاہتے ۔

مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے: (اگرواقعی زندگی کی طرف دوبارہ پلٹنا پڑا تو) اس صورت میں یہ ہمارا دوبارہ زندہ ہوجانا خسارے کا ہوگا، اور وہ لوگ اس بات کو بعید از امکان سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد اور بوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہونے کے بعد اللہ تعالی انہیں دوبارہ زندہ کرسکے گا، کیونکہ وہ لوگ خداتعالی کی قدرت اورطاقت سے ناواقف تھے، اس لیے اس کے خلاف

(c) ketabton.com: The Digital Library

جسارت کررھے تھے، مردوں کو زندہ کرنا رب تعالی کیلئے آسان ھے اس بارے میں اللہ تعالی فرماتاہے ۔

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾	سوائےاس کے نہیں وہ تو ایک اونچی آواز ھے (١٣)

پھر یقیناً وہ ایک اونچی آواز ھے، (انکا پلٹنا کچھ مشکل نہیں ھوگا) صرف اور صرف صورمیں پھونکنے کی آواز آئیگی اور دوسری زندگی کا آغاز ہوجائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ دوسری مرتبہ کا پھونکنا ایک آواز سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے، اور اس کی تکمیل ہونے سے ہم پر کوئی مشقت نہیں پڑے گی، جی ہاں!جب صور پھونکا جائے گا،تو ہم ان کو پہلی پیدائش کی طرح دوسری زندگی کی طرف لوٹائیں گے، اور جیسے ہم موت دیتے ہیں ویسے زندہ بھی کریں گے،"زجر" کسی کو دھتکارنا کسی جگہ سے اونچی آواز کے ساتھ۔

فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾	پھراس وقت میدان حشرمیں آ جمع ھونگے (١٤)

اچانک وہ ایک چٹیل میدان میں ہوں گے، اچانک سب کے سب اٹھیں گے اور محشر کے وسیع و عریض چٹیل میدان میں کھڑے ہوں گے۔

اس مقام پر اللہ نے فرشتوں کی قسم کھائی ھے کہ وہ اللہ کی طرف سے سپرد کردہ ذمہ داریوں کو کس تندھی او رتیزی سے مکمل کرتے ھیں ۔

اس قسم میں چند احتمالات ھیں:

(1) کہ جس چیزکے اثبات کے لیے قسم کھائی ھے وہ ھے بعد از مرگ زندگی اور سزاء وجزاء۔

(2) اثبات قیامت کے لیے قسمیں کھائی ھیں ۔

(3) جن امور کے اثبات کے لیے قسم کھائی گئی ھے اور جن کا قسم میں ذکر ھے وہ ایک ھی چیز ھے ۔

(4) اللہ نے فرشتوں کی قسم کھائی تاکہ فرشتوں کا وجود ثابت ھو، اس لیے کہ فرشتوں پر ایمان لانابھی ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ھے، اسی طرح ان فرشتوں کے ذمہ لگائے گئے امور سزاء وجزاء کا ایک سبب ھے، چاھے قبل ازمرگ ھو یا بعد ازمرگ یا موت کے وقت ، یہ سزا ء اور جزاء دینا بھی فرشتوں کی ذمہ داری ھے ۔

"ساھرہ" سطح زمین کو کہتے ہیں، اور اکثر اس زمین کو کہا جاتا ہے جو مسلسل رات دن گھاس اُگاتی رہے، اس طرح کہ اس کو کسی قسم کا آرام اور نیند نہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہو ، ساھرہ بھی قیامت کے میدانوں میں سے ایک ہے ، کہ اس کو حاضر اور تیار کیا جائے گا ، اور انسان اس میں حساب و کتاب کے لیے صف باندھیں گے۔

محترم قارئین:

بابرکت آیات(15 تا 22) موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعے کا مختصر ذکر کیا گیا ہے:

ہَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۵	کیا پھنچی ھے تجھ کو موسی کے واقعے کی خبر؟ (۱۵)

کیا موسی کی خبر تجھ تک پھنچی ہے ؟ یہ سوال ایک اہم معاملے سے متعلق ھے، جو واقع ھوچکاھے، یعنی: کیا اس کی خبرتجھ تک پھنچی ھے؟

واضح رہے کہ: کافروں کی طرف سے آخرت اور قیامت کا انکار اور اس کا مذاق اُڑانا، بنیادی طور پر کسی فلسفے کا رد نہیں تھا ، بلکہ یہ پیغمبر خدا کی تکذیب تھی، اور وہ سازشیں تھیں جو انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو نقصان پہنچانے کے لیے تھیں، اس آیت میں خطاب ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیت کے ارادے سے ان کے قوم کی تکذیب کے مقابلے میں ، یعنی:اے اللہ کے پیغمبر!جان لو کہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ اسی طرح تھا ، کیونکہ اسے فرعون کی دعوت میں بھی انکار کا سامنا کرنا پڑا ، اور کافی مشکلات ان کو برداشت کرنی پڑیں،چنانچہ یہ آیت دھمکی ہے کفار کے لیے ، اگر وہ جھٹلاتے رہے تو ان کا وہی انجام ہوگا جو فرعون اور اس کی قوم کا ہوا ،جو ان سے طاقتور اور شان و شوکت والے تھے، اور خدا سبحانہ و تعالیٰ نے جس طرح فرعون اور اس کی قوم کو جہاں والوں کے لیے عبرت کا نشان بنایا، ان کو بھی ان کے انجام سے دو چار کرے گا۔

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶	جب اس کے پروردگار نے اس کوطوی کی مقدس زمین پر پکارا (16)

طُویٰ: وہ مقام ھے جھاں پر اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے بات کی، اور انہیں رسالت عطافرماکر برکت دی، اور وحی کے ساتھ مبعوث فرماکر انہیں برگزیدہ اور منتخب کیا۔

پھر ان سے فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷	(رب نے کہا) جافرعون کے پاس بیشک اس نے سرکشی کی ھے (17)

جاؤ فرعون کی طرف اس نے سرکشی ونا فرمانی کی ھے، یعنی : فرعون کے پاس جاؤ اور اس کے ساتھ مشفقانہ اور نرم لھجے میں بات کرو، اور اسے بغاوت وسرکشی اور شرک ونافرمانی سے روکو۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

لعلَّه يتذكراويخشى: شايد وه نصيحت قبول كرلے يا ڈرجائے

"فرعَوْنَ"مصر كا بادشاه:سب سے پہلا بادشاه جس نے خود كو فرعون كا لقب ديا اس كا نام "اختاتون" تھا،اور موسىٰ عليہ سلام كے زمانے كا فرعون "رامس"تھا جو خود كو معبود سمجھتا تھا،اور كہتا: "كہ ميں سب سے اعلىٰ رب ہوں تمہارا"

"أنا ربكم الاعلى"(24)فرعون كا معنى ہے: "مصر ميں ايک بہت بڑا گھر يا محل"بعد ميں يہ لفظ افراد كى عظمت اور بادشاہى كے ليے استعمال كيا گيا،يوسف عليہ سلام كے زمانے ميں مصر كے بادشاہوں كو ملک كہا جاتا تھا، اور موسىٰ عليہ سلام كے زمانے كا بادشاه رامس روم فرعون سے مشہورتھا انتہائى ظالم اور قدرت طلب انسان تھا،اس نے تمام سكّوں پر اپنے نام كى مہر ثبت كردى اور سب كچھ اپنے قبضے ميں كرليا ، اس وقت مصر كے لوگ دو گروہوں پر مشتمل تھے:

(1) قبطى:مصر كا مالدار طبقہ، بادشاه(فرعون)۔

(2)بنى اسرائيل:مصر كے عام اور فقير لوگ جو يعقوب عليہ السلام كى اولاد ميں سے تھے، اور يوسف عليہ السلام اور اس كے خاندان كے آنے كے بعد مصر ميں رہنے لگے اور پھيل گئے۔

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾	كهدو: كيا تو چاهتاهے جس چيزپر تم هو اس سے نجات پاكر پاک هوجاو (۱۸)

پھر كهدو : (كيا تم چاهتے هو ايسى خوبصورت وپسنديده عادت اپناؤ جسے عقلمند لوگ حاصل كرنے كيلئے ايک دوسرے سے سبقت ليجانے كى كوش كرتے هيں، اور وه يه هے كه) خود كو پاكيزه بنالو، اور كفر وشرک ونافرمانى كى آلودگى سے خود كو بچاكر ايمان اور نيک اعمال كى طرف چلے آئے؟

"فَقُلْ"تو كہو؛ الله تعالىٰ ہميں ان آيات ميں دعوت كا طريقہ سكھاتا ہے، اور كہتا ہے كہ بد ترين لوگوں كے ساتھ بھى نرمى اور اخلاق سے پيش آنا چاہئيے، اس طرح پہلى فرصت ميں موسىٰ عليہ السلام كو فرعون كے ساتھ نرمى برتنے كا حكم ديا گيا۔

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾	اور تجھ كو تيرے رب كے طرف راه بتلاؤں تاكه تجھے ڈر هو (19)

اور تجھے رب تعالى كى طرف راه دكھاؤں، اور الله تعالى كى رضا وغضب كے عوامل تجھ كو بتاؤں؟ (فتخشى) پھرجب تم سيدھا راسته پھچان لوگے تواپنے رب كے سامنے جھک جاؤ گے ، ليكن فرعون نے اس چيز كو قبول كرنے سے انكاركرديا جس كى طرف موسى عليه السلام نے اس كو دعوت دى ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر زمخشری نے کہا ہے کہ: انہوں نے خوف کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ امر و فرمان کا معیار ہے، جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کی طرف سے ہر بھلائی آتی ہے، اور اس نے اپنے خطاب کو ایک ایسے استفہام سے شروع کیا ہے جو تجویز کے معنی میں ہے۔

جیسا کہ انسان اپنے مہمان سے کہتا ہے:مگر آپ ہمارے ساتھ رہنا نہیں چاہتے؟ اور اس کے پیچھے وہ نرم اور محبت بھری گفتگو لے کر آئے ہیں، تاکہ انہیں مہربانی اور نرمی سے بلائیں اور دعوت دیں اور بردباری سے اسے بغاوت اور سرکشی سے نکالیں، جیسا کہ سورہ طٰہٰ(آیت:44) میں ہے: (فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۴۴) ترجمہ:"اور اس سے نرمی سے بات کرناشاید وہ غور کرے یا ڈر جائے"

لیکن جس چیز کی طرف موسیٰ علیہ السلام نے اسے بلایا اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى۲۰	پھردکھلایا(موسی نے) اس کو بڑا معجزہ (۲۰)

تو (موسی) نے ایک بڑامعجزہ اسے دکھایا، موسی علیہ السلام فرعون کے پاس گیا اپنے عظیم معجزہ (یعنی لاٹھی کا اژدہا بننا) اسے دکھایا۔

یہاں لفظ کا ایک حصہ محذوف ہے، یعنی:موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس گیا اسے بلایا اور اس سے بحث اور گفتگو کی، پھر جب فرعون نے ایمان لانے سے انکار کیا، تو عظیم معجزہ(اپنے رسالت کی دلیل) اسے پیش کیا جوکہ ایک لاٹھی کاچلتے ہوئے سانپ میں تبدیل ہونا تھا۔

مفسر قرطبی فرماتے ہیں:اسے بڑی نشانی دکھائی یہ معجزہ ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہی: آیۃ کبری سے مرادعصا ہے (تفسیر قرطبی: 202/19)

الآیۃالکبرٰی: بڑی نشانی

(1)لاٹھی جو سانپ بن گئی۔

(2)ید بیضاء: موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ جو سفید اور نورانی ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو ٹونہ عام تھا اس لیے ان کے معجزات اس وقت کے حالات کے مطابق تھے، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علم طب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادب، فصاحت، بلاغت اور گفتگو اور الفاظ و کلمات بہت اہم اور عام تھے۔

فَكَذَّبَ وَعَصٰى۲۱	پھر جھٹلایا اس نے اور نافرمانی کی (۲۱)

لیکن اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ، فرعون نے موسی علیہ السلام کو جھوٹا کہا، اور اس کی لائی ہوئی نبوّت کو نہیں مانا، اورجو کچھ رب تعالی کی طرف سے ساتھ لائےتھےاس سے انکار کیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"فَكَذَّبَ" زبانی تکذیب، " وَعَصٰی"یعنی:عملی تکذیب: بغاوت اور سرکشی کا اعلان یہ فرعون کا سب سے پہلا انحراف تھا، اس نے جھٹلایا، واضح اور کھلی چیزوں کو جھٹلایااور سرکشی و نافرمانی کی، وہ اور بھی آگے بڑھ گیا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰی﴿۲۲﴾	پھر پیٹھ پھیرا اور چلا (موسی سے مقابلے کے لئے) تلاش کرتا ہوا (22)

لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے ظلم و زیادتی کے ساتھ روکا، اور لوگوں کو قتل کرکے اور غلام بنا کر زمین پر فساد شروع کیا، "ثُمَّ اَدْبَرَ"اس نے ایمان سے منہ موڑا اور ایمان نہ لایا، " یَسْعٰی"کوشش کی، اور موسیٰ علیہ السلام کی ناکامی کے بارے میں سوچا، فرعون نے اپنی پوری قوت سے کوشش کی کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کامیاب نہ ہو، واضح رہے کہ: فرعون نے عام لوگوں سے کہا: میں رب ہوں، لیکن وہ ان دو نام(میں اور رب) کا مفہوم نہیں جانتا تھا، اس لیے کہ اگر "رب" کی حقیقت کو جانتا تو کبھی مخلوق سے نہیں ڈرتا، اور اگر "میں" کا مفہوم جانتا، اگر وہ "میں" کی حقیقت سمجھتا تو حیوان جیسے محض جسم و جان کا پابند نہیں ہوتا۔

فَحَشَرَ فَنَادٰی﴿۲۳﴾	پھر (جادو گروں کو) جمع کیا اور لوگوں کو بلایا (۲۳)

یا یہ کہ لوگوں کو میدان میں اکٹھا کیا تاکہ جو کچھ ہورہا ہے مشاہدہ کریں، پھر وہ خود ایک پکارنے والے منادی کے زریعے پکارا اس مجمع میں۔
" فَحَشَرَ"سب کو جمع کیا،(قبطیوں کو اور بنی اسرائیل، سپاہی، جادوگروں کو)

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی﴿۲۴﴾	پھرکہا: میں ہوں رب تمہارا سب سے اونچا (۲۴)

فرعون نے اپنے لشکرکو جمع کیا اور پکارکر ان سے کہا: (میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں مجھ سے بڑھ کر کوئی رب نہیں) اس نے یہ کام لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے کے لیے کیا لوگوں نے اس کی بات پریقین کیا، اور اس کے باطل کوقبول کیا، کیونکہ وہ ان لوگوں کی عقلوں سے کھیل رہاتھا ۔

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی﴿۲۵﴾	پھر اسے اللہ نے دنیا وآخرت کے عذاب میں گرفتارکیا (25)

رب تعالی نے اسے دنیا وآخرت کے عذاب میں مبتلاکردیا (پھر اللہ نے اسے آخرت کے عذاب (شدید ترین عذاب) اور دنیا کے عذاب میں (دریا میں غرق کرنے کے ساتھ) پکڑا، "فَاَخَذَهُ اللّٰهُ" اللہ نے اس سے انتقام لیا تاکہ دوسروں کیلئے عبرت ہو اور ظالم لوگ توبہ کریں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

" الْاٰخِرَةِ ": آخرت "الْأُوْلٰى" دنیا، اللہ تعالیٰ نے فرعون کو عذاب آخرت میں تب پکڑا جب اس نے کہا: (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى) اور عذاب اولیٰ یعنی دنیا میں جب اس نے کہا: (ما علمت لکم من الٰہ غیری) پکڑا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾	اس (موسی وفرعون کے واقعہ) میں درس عبرت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے (26)

یقیناً اس میں (موسی علیہ السّلام اورفرعون کے واقعے میں درس عبرت ہے ان لوگوں کیلئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اللہ نے موسی اور فرعون کا واقعہ بیان کیا اور اس کے ذریعے یہ یاد دھانی کروائی کہ فرعون کو جوسزاء دی گئی اس میں تمام سرکشوں اور جھٹلانے والوں کے لیے درس عبرت ہے ، اسی طرح اس میں قیامت کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے ، قیامت میں دوبارہ زندہ کیے جانے کے امکان کی بھی دلیل ہے، اس کے علاوہ انسانوں کویہ بھی بتایاگیا ہے کہ اللہ نے انھیں کتنی نعمتیں عطاکی ہیں تا کہ وہ شکر گزاری کریں، یہ شکرگزاری اللہ کی معرفت کا سرچشمہ ہے ، سب سے پہلے منکرین بعثت کو استفہام انکاری سے مخاطب کیا یہ توبیخی اندازہے ، یعنی ڈانٹ ڈپٹ ہے کہ کیا تم جو مرنے کے بعد زندہ ہونے کو ناممکن سمجھتے ہو تو کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا اتنے بڑے آسمان کا بیدار کرنا؟

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿٢٧﴾	تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا خدا نے اسکو بنایا؟ (27)

(اے قیامت کے منکرو!) کیا تمہاری پیدائش (دوبارہ مرنے کے بعد) زیادہ سخت ہے ، یا اس آسمان کی تخلیق جس کو اللہ تعالی نے اس حیران کن عظمت اور حیرت انگیزترتیب ونظام کے ساتھ تمہارے سروں کے اوپر ایک خیمے اور چھت کی طرح قائم کیاہے؟

مفسر فخر رازی کہتے ہیں کہ: اللہ نے انہیں ایک ایسی چیز سے روشناس کرایا ہے، جسے آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے، کیونکہ جب چھوٹی اور کمزور انسانی تخلیق کا موازنہ آسمان کی تخلیق اور اس کی عظمت و بڑائی کے ساتھ کیا جائے تو انسانی تخلیق آسان ہوجاتی ہے، جب معاملہ ایسا ہو تو ان کو واپس لوٹانا بھی زیادہ آسان ہےپھر کیوں اس کا انکار کرتے ہیں؟(تفسیر کبیر:43/31)

جیسا کہ سورۂ غافر کی آیت "57" میں فرماتے ہیں: (لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾) ترجمہ:"آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

(c) ketabton.com: The Digital Library

" بَنٰىهَا" اس نے اسے مضبوط اونچا اور بغیر ستونوں کے آپ کے سر کے اوپر بنایا، پھر مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرکے فرماتے ہیں:

رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا۟ ﴿٢٨﴾	اونچا کیا اس کی بلندی کو پھر اسکو برابرکیا (28)

اس نے آسمان کی اونچائی کو بڑھایا، اور اسے آپ کے اوپر بغیر دراڑ اور سوراخ کے چھت بنایا، ابن کثیر نے کہا: عمارت کے لحاظ سے بلند و بالا اور فضا کے اعتبار سے خوب کشادہ اور چوڑا اور تمام کناروں کو بالکل برابر بنایا، پھر اندھیری راتوں میں خوب چمکنے والے ستارے اس میں جڑ دئیے۔(مختصر تفسیر ابن کثیر)

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا۟ ﴿٢٩﴾	اور تاریک کردی اس کی رات اور روشن کردیا اس کا دن (29)

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: اور اندھیرا بنادیا اس کی رات کو اور روشن کیا اس کے دن کو.(مختصر تفسیر ابن کثیر)

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا۟ ﴿٣٠﴾	اس کے بعد زمین کو (بیضوی شکل میں) صاف بچھادیا (٣٠)

مفسرین کہتے ہیں کہ: یہ قول زمین کے گول ہونے کے منافی نہیں ہے، چونکہ وہ یقینی چیز ہے، حتی کہ امام فخر رازی فرماتے ہیں: زمین شروع میں ایک دائرے کی شکل میں تھی، پھر خدا نے اسے طول دیا اور پھیلایا، اور " دَحٰىهَا"کا معنی صرف پھیلانا نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب ہے زمین کو ہموار اور تیار کیا گھاس اور پودوں کے اگنے اور خوراک کے لیے، آیت "اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا" اس کی دلیل ہے، تمام بڑی چیزیں ہموار اور برابر دکھائی دیں گی۔(تفسیر کبیر:48/31)

" دَحٰىهَا": کسی چیز کو اس طرح حرکت دینا کہ گرتا اور گول کھومتے جیسا ہو، یہ بھی زمین کے کُروی یا بیضوی شکل میں ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین ایسی ہی پیدا کی ہے، تاکہ اس میں وضعی اور عبوری حرکات پیدا ہوجائیں، اسی طرح سورہ نبأ میں ذکر ہوا ہے کہ یہ حالت رات، دن اور چار موسموں کو پیدا کرتی ہے۔

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا۟ ﴿٣١﴾	باھرنکالا اس سے اس کا پانی اورچارہ (٣١)

یعنی زمین کو خشک نہیں چھوڑا، بلکہ زمین کی ترقی اور نشونما کی تمام ضروریات آپ کے اختیار میں دے دیں، جیسے: پانی، آبادکاری، سرسبز چرا گاہیں چوپایوں کے لیے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا۟ۙ﴿۳۲﴾	اورپہاڑوں کومضبوط کھڑا کیا (۳۲)

اور مضبوط میخ کی طرح زمین میں لاکر پھیلایا، تاکہ زمین آرام پکڑے اور اس میں رہنے والے امن و سکون سے رہیں۔

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ۳۳﴿	تمہارے اورتمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (۳۳)

تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (ہم نے ان سب کو ترتیب دیاہے، اور ان کو فرمانبردار بنایاہے)، جس ذات نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا، ان کی دوبارہ تخلیق سے عاجز نہیں ہے، بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے مظاہر کو انسانوں کی تخلیق اور ان کی زندگیوں کی ترتیب کو دلیل کے طور پر بیان فرمایا، اس کے بعد اپنی قدرت کے دلائل ان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے اور ان کے حساب اور سزا کو اچھے اسلوب اور واضح انداز میں بیان کیا اور فرمایا:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى۳۴﴿	جب بڑا حادثہ برپا ہوگا (قیامت کی سخت اور ناقابل برداشت مصیبت) (۳۴)

جب آئےگا وہ بڑے حادثے کادن (قیامت کا سخت اور ناقابل برداشت دن) ابن عباس ؓ نے کہا: اس سے مراد قیامت ہے، اور "طَآمَّةُ" اس لیے کہا گیا کہ وہ ہر چیز پر غالب آجائے گی، یہ اپنی ہولناکی کی وجہ سے ہر دوسری مصیبت پر چھا جائے گی۔

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ"طَآمَّةُ" سے وہ ساعت مرادہے جس وقت جہنمیوں کو "زبانیہ" کے حوالے کیا جائے گا، " الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى" قیامت، دوسری نفخہ ہے، یعنی حشر، سب سے اہم حادثہ ہے، ایسا حادثہ ہے جو ناقابل برداشت ہے، ایک ایسا واقعہ جو انسانی دماغ اور ذہن میں نہیں سماسکتا، جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، سب سے بڑی مصیبت سب کے لیے نہ کہ خاص لوگوں کے لیے، جب "طَآمَّةُ " آتا ہے، اور جیسا کہ ہم نے کہا "طَآمَّةُ "ایسے واقعے کو کہتے ہیں جو ہر چیز کو گھیر لیتا ہے اور دوسرے حادثوں سے بڑا اور ہولناک ہے، اور اس کی طرح کچھ بھی نہیں ہےنہ عاد کی ہوا اور نہ ثمود کی صیحہ(چیخ) اور نہ "یومِ الظُّلَّۃ" کا رجفۃ (سائبان والے دن کا عذاب) اس طرح کہ کوئی بھی اس گھیرے اور دائرے سے باہر نہیں ہے، اور چھا جانے والے اور "کبریٰ"کے قید سے اس کے معنی میں اضافہ کرتا ہے کہ یہ واقعہ دیگر واقعات سے مختلف ہے، چاہے زلزلہ ہونے کے نقطہ نظر سے ہو، کیونکہ یہ زلزلہ دوسرے زلزلوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے برعکس، پوری دنیا کو الٹ دے گا، یا چاہے کبرٰی ہونے کے نقطہ نظر سے ہو جو بڑا اور ناقابل تصور ہے، وہاں تو کام ہاتھ سے نکل چکا ہوگا، اس وقت اس بات کی کوئی قدر و قیمت اور حیثیت نہیں ہوگی کہ انسان غفلت کے نیند سے بیدار ہوجائے۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿٣٥﴾	جس دن یاد کریگا انسان اپنی کوشش کو جو اس نے کی تھی (۳۵)

اس لیے کہ اسے یقین ہوگا کہ اب اس سے پوچھ گچھ ہوگی، اور وہ اپنے اعمال کے بارے میں جواب دہ ہوگا، " مَا سَعٰی"دنیا میں خیر اور شر میں سے جو عمل اس نے انجام دیا ہوگا، اعمال کو یاد کرنے کے بارے میں مفسرین کے تین قول ہیں:

(1)جب فرشتے، زمین جسم اور جسم کے تمام اعضا اور سب چیزیں بولنے لگیں گی اور گواہی دیں گی، اس وقت انسان اپنے اعمال کو یاد کرے گا۔

(2)جب انسان کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا، یاد کرے گا۔

(3)جب رب تعالیٰ کے سامنے حساب و کتاب ہوگا تو اللہ تعالیٰ انسان کو سب چیزوں کی یاد دلادے گا، اور اسے اس کا اعمال نامہ دکھا دیگا، یہ وہ وقت ہوگا جب انسان یاد کرنے کے لائق بنے گا ، غفلت سے جاگے گا، اور اپنے اعمال کے سلسلے میں جو کچھ کیا ہے یاد کرلے گا کہ "مَا سَعٰی" اس نے کیا کیا ہے؟ اور اس کی حرکات و سکنات کس سمت میں تھیں؟

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ يَرَىٰ ﴿٣٦﴾	اور دوزخ ظاہر کردی جائے گی دیکھنے والے کیلئے (۳۶)

قیامت کے دن دوزخ کی آگ انسانوں کی آنکھوں کے سامنے لاکر مخلوق کو دکھائی جائے گی، جہنم میں ستر ہزار لگامیں اور کڑے ہوں گے، اور ہر ایک ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: (يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا) (مسلم: 2842)

قیامت کے دن جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار رسیاں ہوگی، جن سے اسے چلایا جارہا ہوگا، اور ہر رسی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے، جو اس کے ذریعے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ القِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالمُصَوِّرِينَ) (سنن ترمذی: 2574)(و مسند احمد:8430) حکم البانی:صحیح

(c) ketabton.com: The Digital Library

قیامت کے دن آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں، دو سننے والے کان اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کر کے کہے گی کہ آج میں تین لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں، ظالم اور جابر شخص پر، اور اس شخص پر جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کی عبادت کرتا تھا، اور تصویر بنانے والوں پر ۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾	البتہ جس نے سرکشی ونافرمانی کی ہوگی (۳۷)
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾	اور دنیا کی زندگی کو (آخرت کے مقابلے میں منتخب کرکے) ترجیح دی ہوگی (۳۸)

ان آیات میں انسان کی سعادت وشقاوت کے اصولوں کا نقشہ نہایت خوبصورت اور نصیحت آموز انداز میں کھینچاگیاھے۔
انسان کی شقاوت وبدبختی کو نافرمانی اور دنیاپرستی کانتیجہ، اور اس کی خوشی اورسعادت کو خوفِ خدا کا ثمرہ؛ اور نفسانی خواھش کا ترک کرنا بتایاگیاہے، نیزتمام انبیاء واولیاء کی تعلیمات کا خلاصہ یہی ھے، خواھشات کی پیروی کرنا عقل پر پردہ ڈال دیتاہے، اور انسان کے بُرےاعمال کو اس کی نظروں میں مزیّن کردیتاھے، پھچان ا ورتشخیص کے احساس کو جو اللہ تعالی کی سب سے بڑی نعمت اور انسان وحیوان میں ایک فرق ھے ا سے چھین لیتاھے، اور انسان کو خود میں مشغول کردتیاھے ۔

فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾	(تو پھر جان لے) دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانہ ہے (۳۹)

پھلا جملہ ان کے فاسد عقیدے کی طرف اشارہ کرتاھے ، اس لئے کہ ان کی نافرمانی ان کے تکبر کی وجہ سے ھے، اور ان کا تکبر اللہ تعالی کی عدم معرفت کی وجہ سے ھے، جو کوئی بھی اللہ تعالی کی عظمت کو پھچانتاہے وہ اپنے آپ کو حقیر اور کمزور سمجھتاہے، وہ کبھی بھی اپنے قدم عبودیت کے راستے سےباھر نھیں رکھتا ۔
دوسرےجملے میں ان کے فاسد عمل کی طرف اشارہ ھے، اس لیےکہ نافرمانی اور سرکشی کا نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ انسان اس عارضی اور جلد ختم ھونے والی دنیا کی آسائشوں اور اس دنیا کی رنگینیوں کو بھت قیمتی سمجھنے لگتاھے اور انھیں ھرچیز پر مقدم رکھتا ھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

گویا یه دونوں (سرکشی اور نتیجه) ایک دوسرے کے لیے علت اور معلول هیں۔ عقیدے کا بگاڑاورنافرمانی عمل میں فساد کا ذریعه اور ناپائیدار دنیا کی زندگی کو هرچیز پرترجیح دینے کا سبب ہے۔

آخرکار یه دونوں دوزخ کی جلانے والی آگ هے تیسرے جملے میں اس کی طرف اشاره کیاگیاهے، اس کے بعد جنتیوں کے اوصاف کا ذکر دومختصر اورنهایت پُرمعنی جملوں میں بیان کرتے هوئے فرماتے هیں:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ﴿۴۰﴾	اور جو کوئی ڈرا هو اپنے رب کے سامنے کھڑے هونے سے اور روکاهو اپنے نفس کو خواهشات سے (۴۰)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ﴿۴۱﴾	یقینا بهشت هی اس کا ٹھکانه هے (۴۱)

جنت دار السلام یا دار النعیم: بے انتہاء جسمانی ، روحانی اور معنوی نعمتیں، دنیاوی لذتوں سے اعلیٰ لذتیں، جو صالحیں اور متقیوں کا ٹھکانہ ہے، اس کےرہنے کی جگہ اور منزل ہوگی، کتنی اچھی اور دلکش جگہ ہے، جہاں بہتے چشمے اور فوارے، لمبے پلنگ، رکھے ہوئے پیالے، پہلو بہ پہلو تکیے، چوڑے بچھے ہوئے قالین، خوبصورت حوریں، نوجوان اور ہم عمر دوستوں کا دیدار ان کو عطا کیا جائے گا۔

روایت ہے کہ جب حضرت بلال ؓ جان کنی کے عالم میں تھے تو بے ہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے تو ان کی بیوی رورہی تھی، بلال نے اس سے کہا:مت رو، کل میں اپنے دوستوں:محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کا دیدار کروں گا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ﴿۴۲﴾	تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے هیں کب واقع هوگی (۴۲)

مفسرین کہتے ہیں: مشرکین قیامت کی اوصاف اور خبر میں سے صرف:طامہ، صاخّہ، اور قارعہ سنتے تھے، اور پھر طنزیہ انداز میں کہتے تھے: کب خدا اسے لائے گا، اور کب واقع ہوگا؟ تب یہ مبارک آیت نازل ہوئی:

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ؕ﴿۴۳﴾	تجھ کو کیا کام اس کے ذکر سے؟ (۴۳)

تو اس سے باخبر نہیں ہے کہ ان کو خبر دے، کیونکہ وہ پوشیدہ رازوں میں سے ہے کہ صرف خدا جانتا ہے، پھر کیوں تجھ سے اصرار کے ساتھ پوچھتے ہیں؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَاؕ۴۴	قیامت کے واقع ہونے کے وقت کی خبرتیرے رب کے پاس ھے (۴۴)

(اور اس کے وقوع سے تیرا رب ہی باخبرہے، تو نہیں)

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَاؕ۴۵	تم تو ڈرانے والے ہواس کو جو اس سے ڈرتاھے (۴۵)

آپ کا فرض صرف اور صرف ڈرانا اور تنبیه کرناھے ان لوگوں کو جو قیامت سے ڈرتے ھیں (اورحق تلاش کرنے اور حق کو اپنانے کا جذبه رکھتے ھیں)لیکن اس کے ظہور کے وقت کی اطلاع دینا تمہارےفرائض میں شامل نہیں ہے۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَاؕ۴۶	جب اس کو دیکھیں گے تو انہیں لگے گا کہ وہ ایک رات یا ایک دن نہیں ٹھہرے تھے (دنیامیں) (۴۶)

جس دن قیامت کا قائم ہونا دیکھیں گے ایسے محسوس کریں گے جیسے ایک شام یا ایک صبح بھی دنیا میں نہیں رہے ۔

ابن کثیر کہتے ہیں: اپنی زندگی کے دورانیے کو بہت ہی مختصر سمجھتے ہیں، ان کے خیال میں وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر ایک رات بھر یا دن بھر۔

اور اس طرح سورہ نازعات "حشر و بعث" کے اثبات کے ساتھ اس کا اختتام کیا جاتا ہے، وہ مضمون جس پر سورت کے شروع میں قسم کھائی گئی تھی، تاکہ شروع اور اختتام ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو۔

ملک الموت کی ذمہ داری

سب سے پہلے یہ سمجھنا چاھیے که ملک الموت کی ذمی داری صرف انسانوں اور دوسری مخلوقات جیسے فرشتوں، جنوں، اور جانوروں کی روحوں کو قبض کرناھے، جیساکه رب تعالی فرماتے ھیں: قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ۱۱ۧ) (سجده : ۱۱)

یعنی : کهدیجئے: جس فرشتے کو خدا نے تمهاری روحوں اور سانسوں کو قبض کرنے کیلئے مقرر فرمایاھے، (وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمهاری موجودگی کی جگہ پر آئیں گے، اور) تمهاری روحیں قبض کر لیں گے ۔

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ: پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤگے، پھرتمهارے اعمال کے مطابق تمہیں جزاوسزا ملے گی، اور تم نے مرنے کے بعد دوباره جی اٹھنے سے انکار کیاتھا، اب دیکھو اور سوچو خدا تعالی تمهارے ساتھ کیا کریگا! اس آیت مبارکه سےهمیں یه پته چلتاھے که ملک الموت انسانوں کی روح قبض کرنے کیلئے مأمور ھے، لیکن حیوانات کی روحیں کیسے اور کس کی وساطت سے قبض ھوں گی ؟ اس بارے میں کوئی صریح حدیث موجود نهیں ھے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیکن موضوع روایات اس بارے میں موجود ھیں کہ (آجال البھائم کلھا من القمل والبراغیث والجراد والخیل والبغال کلھا والبقر وغیرذلک ، آجالھا فی التسبیح ، فاذا انقضی تسبیحھا قبض اللہ ارواحھا ولیس ملک الموت من ذلک شیئ)

ترجمہ:تمام حیوانات جن میں چیونٹی، پسو، ٹڈی ، گھوڑا، خچر ، گائے ، اور دوسرے حیوانات (شامل ھیں) کی موت ان کی تسبیح کی مدت کے ساتھ منسلک ہے، جب بھی ان کی تسبیح کےبیان کرنے کا زمانہ اپنی انتھا کو پہنچا تورب تعالی ان کی روح قبض کریگا۔

جبکہ ملک الموت کا اس میں کوئی کردار نھیں ھوگا، لیکن جیسا کہ ھم نے کھا کہ یہ حدیث موضوع ھے علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الضعیفہ (188/4) میں اس حدیث کوموضوع کھاھے ۔

چنانچہ بعض علمانے کھاھے کہ: ملک الموت تمام مخلوقات کی ارواح (انسان وحیوانات) کوقبض کرتا ہے، بعض اھل علم نے کھاکہ اللہ سبحانہ وتعالی خود حیوانات کی ارواح قبض کرتا ہے، نہ کہ موت کے فرشتے ۔

ملاحظہ کریں: (التذکرہ للقرطبی صفحہ (75)، (الفواکہ الدوانی: 100/1)

شیخ ابن عثیمین اس مسئلہ پرانسان کو مکلّف نھیں سمجھتے ، اور اس میں بحث کرنے کو بے فائدہ سمجھتےھیں، جیساکہ ان سے حیوانات کی روح قبض کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیاکہ: (آپ کا نظریہ کیاھے؟ اگر آپ سے کھاجائے کہ ملک الموت حیوانات کی روح قبض کرنے پر مأمورھے یا نھیں ، اس کا کیا فائدہ ھے؟ کیا صحابہ کرام نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیاتھا، حالانکہ وہ دوسروں کی بہ نسبت بہت زیادہ سیکھنے اور علم حاصل کرنے میں حریص تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سوالوں کے جواب دینے میں سب زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اورجواب دینا اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے، اس کے باوجود صحابہ کرام نے ان سے کبھی بھی ایسا سوال نھیں کیا، جو کچھ رب تعالی اس بارے میں بیان فرماتے ھیں وہ یہ ھے : (قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ..) یعنی ملک الموت انسانون کی روح قبض کرنے پرمأمور ھے، لیکن غیر انسانوں کی ارواح کے بارے میں کچھ بھی ثابت نھیں ھے، اس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے ۔

(لقاء الباب المفتوح: 146/ 11).

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری روز جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختیاں آئیں، اور جب اسامہؓ آپ کے پاس آئے تو ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات نھیں کرسکتے تھے، صرف اپنے ھاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ، پھر اسامہ پر رکھتے تھے، جب اسامہ متوجہ ھوتے تو آپ صلی اللہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

علیه وسلم ان کے کیلئے دعا فرماتے، عائشه رضی الله عنها پیارے پیغمبر کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھیں۔
اس دوران عبدالرحمن بن ابی بکر داخل ہوئے اس کے ہاتھ میں مسواک تھی، پیارے پیغمبر صلی الله علیه وسلم اس مسواک کودیکھ رهے تھے، حضرت عائشه رضی الله عنها نے پوچھا: مسواک لے لوں آپ کیلئے؟ آپ صلی الله علیه وسلم نے سرکے اشارے سے فرمایا: هاں ، حضرت عایشه رضی الله عنها نے اپنے بھائی سے مسواک لیکر خوب چبھائی اور نرم کرکه آپ کو دے دی ۔
پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے مسواک اپنے منه میں رکھی اور مسواک کرتے ہوئے اس جملے کو دوہراتے رہے: (فی الرفیق الاعلی) یعنی: میں پسند کرتاهوں که رفیق اعلی سے ملوں، اور اپنے دست مبارک کو پانی کے برتن میں جو ان کے پاس رکھا هوا تھا ب ڈبو رهے تھے اور اپنے چهره مبارک پرمل رهے تھے، اور فرماتے تھے : (لا اله الاالله ان للموت سکرات) لا اله الا الله ! سکرات موت بهت مشکل هیں.
جیسے هی مسواک کرنے سے فارغ هوئے اپنی انگلی گهرکی چهت کی طرف اٹھائی اور آپ کے لب مبارک حرکت کرنے لگے تو، حضرت عائشه رضی الله عنها توجه کے ساتھ سننے لگیں آپ صلی الله علیه وسلم فرمارہےتھے: (مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین، اللهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی، اللهم الرفیق الاعلی) ۔
(ان لوگوں کے ساتھ جن پرتو نے انعام فرمایاهے: انبیاء صدیقین ، شهدا اور صالحین! یا الله مجھے بخش دے اورمجھے اپنی رحمت میں شامل کر، اور مجھے رفیق اعلی سے ملادے، یا خدایا: رفیق اعلی) .
یه آخری جمله تین مرتبه آپ نے دوہرایا، اور آپ کے هاتھ ایک طرف کو گرگئے اور ر فیق اعلٰی سے جا ملے، (إنّا لله وإنّاالیه راجعون)
بخاری کتاب المغازی : (4437 و 4449) اورباب مرض النبی)
دوسری روایت میں هے که فرمایا: (یا الله ! موت کی سختیوں میں میری مدد فرما، (ترمذی : کتاب الجنائز حدیث : 978)
لیکن سکرات موت سے متعلق اوپروالی حدیث میں اشاره هوا که حضرت عائشه رضی الله عنها نے پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی آخری بات کو آخری دن میں نقل فرمایا که آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (لااله الاالله إنّ للموت سکرات) یعنی : لا اله الا الله موت کی بهت سختیاں هیں ۔

ملک الموت کا تیزی سے عمل کرنا:

بهت سے لوگ کبھی کبھی سوچتے هیں که کس طرح ملک الموت ایک وقت میں بہت سارے انسانوں کی روح قبض کرلیتا هے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

سب سے پہلے یہ وضاحت کرنا چاھتاھوں کہ روح قبض کرنے والے فرشتے کیلئے (عزرائیل) نام درست نہیں ھے، اس کا اصل نام ملک الموت ہی استعمال کرنا چاہیے، اس لئے کہ عزرائیل کے نام سے قرآن عظیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں کہیں بھی ذکر نہیں ھواھے ۔
بلکہ یہ نام اسرائیلیات میں سے لیاگیاھے بھتریہ ھے کہ اسے چھوڑ دیاجائے، اور اس کے بجائے "ملک الموت" کا نام استعمال کیاجائے، اس لیئے کہ یہ نام یعنی "ملک الموت" قرآن اور حدیث میں ذکر ھواھے.
ثانیًا: خدا تعالی نے جو طاقتور اوربڑے فرشتے پیدا فرمائے ھیں جیسے: ملک الموت، جبرئیل، میکائیل ، وغیرہ ان کو قوت وطاقت وسرعت ان کے کام کے مطابق عطا فرمائی ھے ۔
مجاھد رحمہ اللہ فرماتے ھیں:
زمین ایک تھال کی طرح ملک الموت کے سامنے رکھی گئی ہے، اس طرح کہ جب چاھے کسی بھی روح کو اس میں سےقبض کرلیتاھے، قرآن کریم میں روح کا قبض کرنا کبھی خداتعالی کی طرف بھی منسوب ھواھے، جیسے آیت : (اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا) سورة الزمر: 42)۔
اور کبھی قبض ارواح کی نسبت فرشتوں کے طرف ھوئی ھے، جیسے: (الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۳۲) سورة النحل)
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۚ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۶۱) الانعام : 61)
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ) سورة النساء : 97)
اور کبھی قبض روح کی نسبت ملک الموت کی طرف ھوئی ھے جیسے آیت : (قل يتوفاكم ملك الموت) سورة السجده : 11)
ان آیات کا یہ معنی ھے کہ سب سے پہلے خدا انسانوں کو موت دیتاھے، اور اس کے حکم سے روح جسم سے خارج ھوجاتی ھے ۔
ثانیاً : ملک الموت کو ایسے ساتھیوں کی مدد حاصل ھے فرشتوں میں سے جو ایک انسان کی موت کےابتدائی مراحل کی تیاری کرتے ھیں، اس کے بعد ملک الموت روح کو جسم سے الگ کرتاھے، اور اپنی تحویل میں لیتاھے، پھر اس کو عذاب یا رحمت کے فرشتوں کے سپرد کردیتاھے، یہاں تک کہ وہ روحیں عالم برزخ میں قیامت کے دن تک نعیم میں یا عذاب میں رہیں گی ۔
یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہمیں یہ سوچنے کے بجائے کہ ملک الموت ایک وقت میں بہت ساری ارواح کیسے قبض کرتاہے ، ہمیں سوچنا چاہیے کہ موت کے وقت اعمال کیا ہونے چاہئیں ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

جنتیوں کے حالات:

جنت والے خوبصورت اوربهترین شکل وصورت کے ساتھ اپنے باب حضرت آدم علیه السلام کی شکل وصورت میں جنت میں داخل هونگے، اورکوئی شکل وصورت اتنی خوبصورت اور کامل نهیں هے، جس شکل وصورت کے ساتھ الله تعالی نے ابوالبشر کی تخلیق کی هے، خدانے حضرت آدم کو اپنے هاتھوں سے بنایاهے، اس کی تخلیق کی تکمیل فرماتے هوئے اس کو خوبصورت اندازمیں بنایا؛ چنانچه جو کوئی بهی جنت میں داخل هو وه آدم کی صورت اور ان کےجسمانی ساخت میں هوگا۔

خدانے آدم کو بهت بلند قد کهجور کے درخت جیسا بنایاتها، جس کا طول ساٹھ (60) گزتها، صحیح مسلم میں حضرت ابوهریره رضی الله عنه سے روایت هے که آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: خدانے آدم کو اپنی صورت میں پیدا فرمایاتها، جس کے قد کی لمبائی ساٹھ (60) گز تهی؛ لهذا جو شخص بهی جنت میں داخل هوگا تو اس شکل وصورت میں داخل هوگا ، که اس کی لمبائی ساٹھ گز هوگی ۔

آدم علیه السلام کی تخلیق کے بعد انسانوں کےقد میں همیشه کمی هوتی رهی هے ۔

(صحیح مسلم : کتاب الجنة ، باب یدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطیر : 2841)۔

جنتیوں کی صورتوں اورچهروں کی خوبصورتیوں میں سے ایک خوبصورتی یه هے که وه نوجوانوں کی طرح بغیر داڑهی کے هونگے، ایسا لگیگا که انهوں نے اپنی آنکهوں میں سرمه لگایا هواهے، اور وه تینتیس ساله (33) بن کر جنت میں داخل هونگے ۔

مسند احمد اور سنن ترمذی میں معاذ بن جبل سے روایت هے که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : (یدخل اهل الجنة جردًا مردًا کأنهم مکحلون ابناء ثلاث وثلاثین)

اهل جنت اس طرح جنت میں داخل هونگے جیسے مجرد اور بغیر داڑهی کے (بے ریش) ایسے خوبصورت هونگے، جیسے آنکهوں میں سرمه لگائے هوئےهوں، اور 33 سال کےهونگے ، (صحیح مسلم : 7928)

دوزخیوں کی صورتحال:

دوزخ والے بهت هی هولناک شکل وصورت میں موٹا فربه (جن کے حجم کی مقدار کا الله کے علاوه کوئی اندازه نهیں کرسکتا) دوزخ میں داخل هونگے ۔

حضرت ابوهریره سے ایک حدیث مروی هے (مابَینَ منکبی الکافر مسیرة ثلاثة أیام للراکب المسرع) صحیح مسلم : باب الناریدخلها الجبارون (2190/4)

یعنی قیامت کے دن کافر کا جسم اتنا بڑا هوگاکه ایک تیزگهوڑسوار تین دن میں اسکے دونوں شانوں کے بیچ کا فاصلے طے کرسکے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

کافر کے جسم کا حجم اس لئے بڑا ہوگا تاکہ اس کے عذاب میں اضافہ ہو ۔
امام نووی ان احادیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:یہ سب اس لئے ہے کہ ان کی اذیت آخری حد کوپہنچ جائے ، یقیناً ان سب پر ایمان لاناواجب ہے، اس لئے کہ رسول صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے، (شرح نووی مسلم : 186/17)
ابن کثیر ان احادیث کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں : (لیکون ذلک انکی فی تعذیبھم، واعظم فی تعبھم ولھیبھم، کمال شدید العقاب : (لیذوقوا العذاب) (نھایۃ: لابن کثیر)
ان کے جسم کی یہ بڑھوتری زیادہ عذاب چکھنے کے لئے ہے، جیساکہ شدید العقاب والی ذات نے فرمایا: تاکہ عذاب کوچکھیں)۔

قیامت کے دن بچوں کی حالت :

شرعی حکم یہی ہے کہ: جو مسلمان بچے سن بلوغت سے پہلے وفات پاچکے ہیں ان کا ٹھکانہ جنت ہوگا ان شاء اللہ ، رب تعالی فرماتے ہیں: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۝۲۱ سورۃ الطور : 21)
جولوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ان کی پیروی کرتے ہوئے ایمان لائی، جنت میں ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملائیں گے، (تاکہ اپنے بچوں کو اپنی آغوش میں پائیں اور ان سے محبت کا اظہار کرکےفرحت محسوس کریں)، بغیر اس کے کہ ہم ان کے عمل سے بچوں کو دے دیں، یا اس وجہ سے ان کے بچوں کی نیکیوں میں اضافہ کردیں، یا اس واسطے سے ان کے گناھوں کوختم کردیں، کیونکہ ہرشخص اپنے عمل کا گروی ہوگا جو اس نے کیاھے
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آیت: (كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ۝۳۸) (سورۃ مدثر: 38)سے مسلمان بچوں کے جنتی ہونے کا استدلال کیا ہے، اس لئے کہ ان بچوں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی ان سے بازپرس ہو ۔
امام بخاری رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت مستقل باب قائم کیاہے (فضل من مات لہ ولد فاحتسب) ، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مندرجہ ذیل تشریح کے ساتھ پیش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مامن الناس مسلم یتوفی لہ ثلاث لم یبلغ الحنث الا أدخلہ اللہ الجنۃ بفضل رحمتہ ایاھم) جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں تو خدا اسے اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائیگا۔
امام احمد رحمہ اللہ نے معاویہ بن صریم کی بیٹی خنساء سے بسند صحیح روایت کیا ہے وہ اپنے چچاسے روایت کرتی ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جنت میں کون جائے گا ؟ آپ نے فرمایا (النبی فی الجنۃ والشھید فی الجنۃ ، والمولود فی الجنۃ) (فتح الباری : 246/3)

(c) ketabton.com: The Digital Library

انبیاء ، شهداء ، نوزائده (نابالغ بچے جنت میں ہونگے)، امام مسلم اور امام احمدرحمہماالله اپنی اپنی مسند میں حضرت ابوهریره رضی الله عنه سے روایت کرتے هیں که پیغمبر کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "صغارهم دعامیص الجنة، یتلقی أحدهم أباه أو قال أبویه، فیأخذ بثوبه او قال بیده کما آخذ أنا بصنفة ثوبک هذا، فلا یتناهی ، أوقال: فلا ینتهی حتی یدخله الله ، إیاه الجنة)

مسلمان بچے جنت والوں کے خدمت گار هونگے ، وه بچے اپنے والد یا والده کو دیکھ کر اس کا دامن یا هاتھ پکڑ لیں گے، جیسا ابھی میں نے تمہارے کپڑے کا کونا پکڑاهے، اس کا نتیجه یه هوگا که الله تعالی اس بچے اور اس کے والدین کو جنت میں داخل کردے گا ۔

قیامت کے دن کفار ومشرکین کے بچوں کی حالت

امام بخاری نے اس عنوان کے تحت (ماقیل فی اولاد المشرکین) باب باندها هے، اور ابن عباس رضی الله عنه کی روایت ذکر کی هے: سُئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اولاد المشرکین، فقال: الله اذا خلقهم اعلم بما کانوا عاملین).

مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں آپ صلی الله علیه وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ان کی تخلیق کے وقت ہی الله تعالٰی کو معلوم تھا که یه کیا عمل کرینگے۔

حضرت ابوهریرة رضی الله عنه روایت کرتے هیں که نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (کل مولودٍ یولد علی الفطرة ، فأبواه یهوّدانه او ینصرانه او یمجسانه کمثل البهیمة، تنتج البهیمة هل فیها جدعًا؟) ۔

هربچه دنیا میں فطرت سالم پرآتاهے، اس کے ماں باپ اسے یهودی ، مسیحی یا مجوسی بناتے هیں، ایک حیوان سے حیوان پیدا هوتاهے، کیا آپ نے ان میں سے کسی حیوان کے بچے کو دیکھا جوکان کٹا پید هواهو؟ (بخاری کتاب الجنائز ، فتح الباری 3/296)

ابن حجر کے مطابق امام بخاری رحمه الله ان احادیث کو نقل کرکے اس بات کی طرف اشاره کرتے هیں که وه اس مسئلے میں اپنی ذاتی رائے کا اظهار نهیں کررهے، بلکه سوره الروم کی تفسیر کے بعد ان کے جنتی هونے کا فیصله کن طور پر اظهار کررهے هیں ، انهوں نے اس باب کی احادیث کو اس طرح ترتیب دیاهے که خود مشرکین کے بچوں کےجنتی هونے پر دلالت کرتی هیں، اس لئے که امام بخاری رحمه الله نے پهلےدلالت کرنے والی احادیث پرتوقف کیا پهر ان کے جنتی هونے پر جو مرجح احادیث هیں وه لائے هیں ، اور آخر میں ایسی احادیث بیان کی هیں، جو ان کے جنتی هونے کو یقینی بناتی هے۔

انهوں نے درج ذیل حدیث بیان کی ہے:

"وأما الوالدان الذین حوله فکل مولود یولد علی الفطرة ، فقال بعض المسلمین: واولادالمشرکین؟ فقال : واولاد المشرکین" اور وه والدین جن کےان کے آس پاس

(c) ketabton.com: The Digital Library

ھیں، چنانچہ ھربچہ پاکیزہ فطرت کے ساتھ پیدا ھوتاھے، مسلمانوں میں سے بعض نے پوچھا: کیا وھاں مشرکوں کی اولاد ھیں ؟ فرمایا: جی ھاں ۔
ابن حجر فرماتے ھیں: ابویعلی نے جو حدیث انس سے مرفوع سند کے ساتھ روایت کی ھے وہ حدیث امام بخاری کے موقف کی تأیید کرتی ہے۔
(سألت ربی اللاھین من ذریة البشر ان لایعذ بھم فاعطانیھم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ھیں: میں نے اپنے پروردگارسے دعاکی کہ مشرکین کے نابالغ بچوں کو عذاب نہ دے، پروردگارنے میری دعا قبول کرلی ۔
(اللاھین) ابن عباس کی تفسیر کے مطابق چھوٹے بچے ھیں، اسی طرح مشرکین کے بچوں کی جنتی ھونے پر درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیاگیاھے : (اطفال المشرکین خدم اھل الجنة) (سلسلة الاحادیث الصحیحة : 1468)
مشرکین کے بچے اھل جنت کے خدمت کرنے والے ھونگے ۔
یہ نظریہ کہ مشرکین کی اولاد جنت میں ھوگی بھت سارے علماء کی رائے ھے:
جیسے أبی الفرج بن جوزی ،اورامام نووی اس بارہ میں فرماتے ھیں کہ : وھوالمذھب الصحیح المختار الذی ذھب الیہ المحققون لقولہ تعالی: (وماکُنّا معذبین حتی نبعث رسولا) اسراء : 15)
جوصحیح اور پسندیدہ مذھب یا رائے جسےمحققین نے بھی اپنایاھے، وہ یہ ھے کہ : مشرکین کی اولاد جنت میں داخل ھوگی، اس لئے کہ رب تعالی نے فرمایا ہےکہ: جب تک ھم کسی قوم میں پیغمبر نھیں بھیجتے ان کو عذاب نھیں کرتے۔

قیامت کے دن دیوانوں کا حال

آخرمیں چاھتاھوں کہ مجنون اوردیوانے کی حالت کے بارے میں اوران لوگوں کے بارے میں بتادوں جن کو آپ ﷺ کی رسالت نہیں پہنچی ان کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کردوں:
شیخ ناصرالدین البانی اپنی کتاب "قرآن کریم کی تفسیر کیسے کریں" میں لکھتے ھیں : ان کے ساتھ قیامت کو خصوصی برتاؤ ھوگا، وہ اس طرح کہ اللہ تعالی ایک رسول ان کی طرف بھیجدیگا تاکہ ان کو آزمائے، جیساکہ لوگ دنیا کی زندگی میں آزمائے جاتے ھیں۔
چنانچہ جس نے قیامت کے میدان میں اسے قبول کیا، اور فرمانبردار بنا، اسے جنت میں بھیج دیا جائیگا، اور جس نے نافرمانی کی اور قبول نھیں کیا وہ دوزخ میں جائیگا.(سلسلة الاحادیث الصحیحة : 24689)

اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے:
(اربعة یحتجون یوم القیامة ، رجل أصم لایسمع، ورجلٌ ھرم، ورجل أحمق ، ورجل مات فی الفترة ، وفیہ : فیأخذ مواثیقھم لیطیعنہ فیرسل إلیھم رسول أن ادخلوا

(c) ketabton.com: The Digital Library

النار، فوالذی نفسی بیده لودخلوها لکانت علیهم بردًا وسلاماً " ثم رواه عن أبی هریرة وقال فی آخره: فمن دخلها کانت علیه بردًا وسلامًا، ومن لم یدخلها رد الیها" (مسندامام احمد، صحیح جامع الصغیر البانی)

قیامت میں چار آدمیوں کی حالت:

(1) بهرا جو نهیں سنتا (2) بوڑھا آدمی ، (4) اور بے وقوف آدمی ، جس آدمی کی عقل نہ هو احمق (4) اور وہ جو فتره میں فوت هوا (الله کے پیغمبروں کی دعوت ورسالت سے بے خبر هو دعوت نه پهنچی هو یا دو پیغمبروں کے درمیان کے وقفے میں تها که جب کسی نبی کی دعوت اور دین نهیں تها)

الله ان سے اپنی اطاعت کا عهد لے گا، ان کے پاس ایک قاصد بهیج دیگا وه قاصد ان سے کهے گا آگ میں داخل هوجاؤ، قسم هے اس ذات کی جس کے هاتھ میں میری جان ہے ، اگر اس میں داخل هوجائیں تو ان کے لئے ٹهنڈی اور سلامتی والی هوگی، پهراسے ابوهریره سے روایت کرتےهیں ، اور حدیث کے آخرمیں کهتے هیں که : جوبهی اس آگ میں داخل هوگا وه اس کیلئے ٹهنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی، اور جو داخل نهیں هوگا، اسے جهنم میں داخل کردیاجائےگا۔

محمد بن یحی اور بزار نے عطیه العوفی کے ذریعے ابوسعید خدری سے روایت کیا هے: که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (الهالک فی الفترة والمعتوه والمولود یقول الهالک فی الفترة لم یأتنی کتاب، ویقول المعتوه: رب لم تجعل لی عقلاً اعقل به خیرًا ولاشرًا ویقول المولود: رب لم أدرک العقل ، فترفع لهم نار فیقال لهم: ردوها، قال : فیردها من کان فی علم الله سعیدًا لو أدرک العمل ، ویمسک عنها من کان فی علم الله شقیًا لوأدرک العمل فیقول إیای عصیتم، فکیف لو أن رسلی أتتکم وفی روایة البزار: فکیف برسلی بالغیب قال البزار لایعرف إلا من طریق علطیة عنه) .

ترجمہ: جوحالت فتره میں وفات پاجائے یا پاگل اور نومولود:

پهلا کهے گا : که دعوت ورسالت مجه تک نهیں پهنچی، کوئی پیغام مجهے نهیں ملا۔

اور پاگل کهے گا: اے پروردگار ! مجهے تونےعقل کے زیور سے آراسته نهیں کیا تها که میں اس کے ذریعے برائی اور بهلائی کو سمجهتا۔

اور نومولود کهے گا: اے میرے رب ! میں عقل نهیں رکهتاتها، نا سمجه تها ۔

پهر ان کے لیے آگ تیارکی جائے گی، اور ان سے کهاجائیگا که اس میں داخل هوجاؤ،

اس آگ میں وه شخص داخل هوجائے گا جو الله کےعلم میں نیک عمل کر نے والا تها ، اگر اسےعمل کا موقع ملاهوتا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور وہ شخص اس سے رک جائے گا جو اللہ کے علم میں بدبخت اور برے عمل کرنے والا تھا ، اگر اسے عمل کا موقع ملا ہوتا۔
پھر اللہ تعالی فرمائے گا تم نے میری نافرمانی کی ، تو اگر میرے رسول تمہارے پاس آتے تو تم اس وقت کیا کرتے ؟ حالانکہ وہ میرے بارے میں بالغیب تباتے ، (جبکہ میں سامنے ہوں اور تم نے میری بات نہیں مانی) بزار کہتے ھیں یہ حدیث صرف عطیہ کی سند سے ھے، کسی اور روایت سے مذکور نہیں ھے ۔

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم

ترجمہ وتفسیر «سورة النازعات»

تتبع ونگارش: امین الدین « سعیدی - سعید افغانی »
مدیر مرکز مطالعات ستراتیژیکی افغان
ومسؤل مرکزفرهنگی د حق لاره- جرمنی
ادرس: saidafghani@hotmail.com

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library